www.KitaboSunnat.com

سید مہر حسین بخاری - میانوالی

قرآن مجید اور سائنس

قرآن حکیم انسان کے لیے مکمل ہدایت ربانی ہونے کی وجہ سے اس کی اخلاقی و روحانی ترقیوں کا ضامن ہے اور بلاشبہ اس کی جملہ مادی اور جسمانی ضرورتوں کا کفیل بھی۔ اس لیے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ اگرچہ سائنس میں قرآن نہیں لیکن قرآن میں سائنس ضرور موجود ہے۔" کیونکہ موجودہ سائنس نے مادہ کا گہرا مشاہدہ اور اس پر غور و فکر کرکے ظاہری طور پر تو حیرت انگیز ترقی کی ہے لیکن اس کے گمراہ کن نظریات نے روحانی اور اخلاقی انحطاط کی پریشان کن صورتِ حال پیدا کر دی ہے جس سے یہ خیال عام ہو گیا ہے کہ مذہب اور سائنس باہم متضاد ہیں حالانکہ نظریاتی اختلاف صرف اس وجہ سے ہے کہ سائنسی نظریات قائم کرتے وقت خدائی ہدایت "قرآن حکیم" اور "سنت رسول" سے بے نیازی برتی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں لادین فلسفہ "علمی ترقی" کے نام پر سامنے آتا ہے حالانکہ افکار و نظریات کے باب میں آخری رہنما صرف "وحی الٰہی" ہی ہو سکتی ہے۔ (مدیر)

معاشرتی زندگی کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ انسانی ضروریات اور مسائل میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ ان ضروریات کی تکمیل اور مسائل کے حل کے لیے مختلف علوم و فنون وجود میں آئے۔ اس کی ایک عام فہم مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ انسان کی ایک بنیادی ضرورت "خوراک" تھی۔ اسے اس ضرورت کی تسکین پودوں سے حاصل ہوتی۔ اس نے شدت سے محسوس کیا کہ جب تک وہ پودوں میں موجود خوراک سے پورا پورا استفادہ نہیں کرتا اس کی یہ بنیادی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس نے مختلف فصلیں اگائیں۔ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ فصلوں کو زیادہ اور بہتر طور پر اگایا جائے اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ پودوں کی زندگی کا مربوط اور منظم مطالعہ کیا جاتا۔ چنانچہ انسان نے نباتات کی زندگی کا منظم اور مربوط طریق پر مطالعہ شروع کر دیا اور اس طرح ایک علم وجود میں آیا جسے "علم نباتات" (BOTANY) کہتے ہیں۔

ایسے ہی اس نے محسوس کیا کہ کھانے کے ساتھ ساتھ اسے لباس کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فصلوں اور پودوں کو بطور خوراک استعمال کرنے پر اکتفا نہیں کیا۔ اس کی عقل سلیم نے اسے بتایا کہ کپاس سے کپڑا تیار کیا جا سکتا ہے اور اس طرح انسان کی یہ بنیادی ضرورت بھی پوری ہو سکتی ہے۔ اب مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ کپاس سے کپڑا کیسے بنایا جائے؟ اس مسئلے کا حل انسان نے کھڈی سے کیا مگر یہ کھڈیاں روز افزوں آبادی کا ساتھ نہ دے سکیں اور انسان کے لباس کی ضروریات سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں۔ چنانچہ ٹیکسٹائل ملوں کا وجود عمل میں آیا۔ ٹیکسٹائل مل کیسے لگائی جائے؟ اس میں کون کون سی معدنیات استعمال ہو سکتی ہیں اور کون سی دھات سب سے زیادہ کار آمد ثابت ہو سکتی ہے؟ اس کا متجسس ذہن مختلف تجربات و مشاہدات کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ لوہا اور فولاد اس سلسلے میں سب سے زیادہ کار آمد ثابت ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے جب انسان لوہے سے اتنی بڑی خدمت لینا چاہتا تھا اس کے لیے اس کی ترکیب، ماہیت اور طبعی و کیمیائی خصوصیات سے آگاہ ہونا ضروری تھا۔ ایسے ہی دیگر ضروریات کی تکمیل اور مسائل کے حل کے لیے ایک ایسے علم کی ضرورت پیش آئی جو مادہ کی ترکیب، ماہیت اور خواص سے بحث کرے اسے کیمیا (CHEMISTRY) کا نام دے دیا گیا جو سائنس کی اہم شاخ ہے۔

گویا انسانی ضروریات اور مسائل میں وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ جو بتدریج اضافے ہوتے رہے۔ ان کی تسکین و تکمیل اور حل کے لیے مختلف علوم، علم نباتات۔ علم حیوانات، علم کیمیا، علم نجوم، علم طبیعات وغیرہ وجود میں آئے۔ ان علوم کو انسان سائنسی علوم سے تعبیر کرتا ہے۔ ایسے ہی علم سیاسیات، علم تاریخ، علم شہریت اور تمام دیگر معاشرتی و عمرانی علوم انسانی ضروریات کی تکمیل کے لیے انسانی کوشش و کاوش کا نتیجہ ہیں۔ لیکن علوم کی اس قدر بہتات اور فراوانی کے باوجود انسانی مسائل بدستور جنم لیتے رہے اور لیتے رہیں گے۔ اور ایسے علوم معرض وجود میں آئے اور آتے رہیں گے مگر یہاں ہمارے مدنظر وہ علوم ہیں جو سائنسی علوم گردانے جاتے ہیں۔ اور سائنس کی ہی شاخیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو اس قدر ضرورت مند بنا دیا کہ اس کی ضروریات نئی ضروریات کو اور اس کے مسائل نئے مسائل کو جنم دیں، تو اس قادر مطلق نے ساتھ ہی ایک ایسی کتاب بھی بھیجی جو انسانی ضروریات کی تکمیل اور ہر دور میں پیدا ہونے والے مسائل کے حل کرنے میں رہنمائی کر سکے۔ اور اس کتاب کو "الکتاب" کا نام دیا۔ قرآن میں ہے:

الٓمٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک فطری تقاضا تھا کہ جس خالق نے انسان کو طبعاً و فطرتاً (مختلف ضروریات و حاجات کا) حاجت مند اور ضرورت مند پیدا کیا اور پھر اس کے لیے گوناگوں مسائل بھی پیدا کر دیئے اس کے ساتھ ہی اس نے تمام انسانی مسائل کا حل اور تمام انسانی ضروریات و حاجات کی تسکین و تکمیل کے لیے راہنمائی کا بندوبست بھی خود کر دیا۔ بالفاظِ دیگر تمام ممکنہ علوم اس کتابِ مبین میں رکھ دیئے "لا رطبٍ ولا یابسٍ الا فی کتٰبٍ مبین" کی فضیلت صرف اسی کتاب کے حصہ میں آئی۔

اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے مسلمان مختلف ادوار میں اس الہامی کتاب سے استفادہ کرتا رہا۔ اور اسی سے اپنے روحانی، مادی، جسمانی، طبعی ہر قسم کے انسانی مسائل کا حل تلاش کرتا رہا۔ لیکن دوسری طرف ایک وہ طبقہ تھا جو مذہب کے نام پر صرف روحانی اور اخلاقی علوم میں منہمک ہو گیا۔ مختلف سائنسی علوم پر نہ صرف خود نظر نہ کی بلکہ اسے دین و مذہب سے متصادم قرار دے کر مذہب اور سائنس کو برسرِ پیکار کر دیا گویا اس طرح سے دین و دنیا کی تفریق کر دی۔ ان کے پراپیگنڈے کے نتیجے میں قرآن کریم صرف اخلاقی اور روحانی علوم کی کتاب قرار پائی۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو اس کے پس پشت ایک ایسا ہاتھ نظر آتا ہے جو ابتدا سے ہی قرآن مجید کی عالمی صداقت کو ماننے سے انکار کر چکا تھا۔ اس کے زہریلے پروپیگنڈے نے چند خام ذہن اور سادہ لوح مسلمانوں پر بھی اثر کیا چنانچہ انھوں نے بھی اپنی سادہ لوحی اور کم علمی کی بنا پر درسِ خواندہ کو دہرانا شروع کر دیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آج کے نام نہاد ترقی یافتہ سائنسدان خود انھیں مسلمان سائنسدانوں اور فلاسفروں کے خوشہ چین اور شاگرد ہیں جن کی سائنسی ترقی میں بڑا ہاتھ خود قرآنی تعلیمات کا ہے۔ انھوں نے قرآن سے استفادہ کی بنیاد پر انسانی تجربات اور تحقیقات کے نتیجہ میں بے مثل اصول پیش کر کے اہلِ دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ البتہ غیر مسلم سائنسدانوں کی توجہ صرف مادہ کی ظاہری شکل و صورت، بناوٹ، ترکیب اور خواص پر ہی رہی اور یوں غیر مسلم انسان تصویر کے خدوخال کی عمدگی اور حسن و جمال میں کھو کر خود تصویر بن گیا۔ مگر مصورِ حقیقی کے فنِ مصوری کو داد و تحسین پیش کر کے خود کو اس کا بندہ و غلام نہ بنا سکا۔ کہ اس نے مادہ سے متعلق علوم میں تو کافی حد تک دسترس حاصل کر لی مگر اخلاقی و روحانی علوم سے بے بہرہ رہا۔ اسی خالص مادیت کے نتیجے میں بے خدا ترقی کو دو مرتبہ دو عظیم جنگوں کی ہولناکیوں اور فتنہ سامانیوں کا سامنا ہوا لیکن اس کے باوجود سامراج اپنی مادیت کو فکری محاذ پر مسلط رکھنے کے لیے اس کوشش میں ہے کہ مسلمانوں کے اذہان سے اس کتاب کی عظمت و افادیت محو کر دی جائے۔ تاکہ مسلمان ایک راہنما اور منظم قوم کی صورت میں نہ ابھر سکیں۔ ان کے اذہان میں یہ زہر بھی گھولنے کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کرتا رہتا ہے کہ یہ کتاب مادی وسائل کا حل پیش نہیں کرتی بلکہ صرف اخلاقی اور روحانی مسائل سے بحث کرتی ہے۔ چنانچہ وہ خام ذہن جس میں ابھی اس کتاب مبین کی حقیقی اہمیت اور افادیت راسخ نہیں ہوئی تھی اس نے اس مقدس کتاب کو اس حد تک تو ضرور اہمیت دی کہ اسے اپنے گھروں میں بطور خیر و برکت کے جگہ دی مگر اس سے عملی فائدہ نہ اٹھا سکا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اس نے مادی پہلو تو بجائے خود چھوڑا لیکن صحیح روحانی اور اخلاقی اقدار کو بھی باقی نہ رکھ سکا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں وہ مادی ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گیا وہاں ایمان و یقین کی دولت سے بھی تہی دامن ہو گیا۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جس قوم کو نیست و نابود کرنا ہو اس کی ماضی کی تاریخ کو اس کی نظروں سے اوجھل کر دو۔ وہ قوم خود بخود صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گی۔ دشمن سیاستدانوں نے یہی اصول مسلمانوں پر آزمایا۔ وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کی ماضی اس کتاب سے وابستہ ہے۔ ماضی میں جو فتوحات، علمی و اقتصادی ترقی ہوتی رہی اور جس بنا پر مسلمان دنیا کی فاتح اور کیمیا گر قوم بن گئے وہ دراصل اسی مقدس کتاب کی تعلیم و تدریس ہی کی بدولت تھی۔ چنانچہ مکار دشمن نے سب سے زیادہ جو کوشش کی وہ یہی تھی کہ قرآن مجید کی جامع افادیت مسلمان کے ذہن سے ہمیشہ کے لیے محو کر دی جائے۔ اگر آج بھی اس مقدس کتاب کی صحیح تعلیم و تدریس کا تسلی بخش اہتمام کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ اب بھی مسلمانوں میں جابر بن حیان، الخوارزمی، البیرونی اور غزالی جیسے مفکر اور کیمیا دان پیدا نہ ہوں۔

دین و مذہب کے اس ناقص تصور کی وجہ سے جدید دور کے مسلمان نوجوانوں کے اذہان میں کچھ اس طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ:

۱۔ کیا قرآن مجید صرف اخلاقیات کی کتاب ہے؟

۲۔ کیا قرآن مجید میں سائنسی علوم بھی موجود ہیں؟

۳۔ اگر قرآن مجید میں سائنسی علوم موجود ہیں تو دوسری اقوام کی نسبت مسلمانوں میں سب سے زیادہ سائنس دان کیوں نہیں؟

ایسے ہی دیگر سوالات آج کل کے پڑھے طبقے کے اذہان میں اٹھ رہے ہیں اور بدقسمتی سے ان سوالات کے جوابات معقول صورت میں مسلمان قائدین اور دینی علماء سے بہت ہی کم حاصل ہو رہے ہیں چنانچہ اسی موضوع پر یہی کہ "کیا قرآن مجید صرف اخلاقی کتاب ہے یا اس میں سائنسی علوم بھی موجود ہیں" کچھ لکھنا موزوں ہو گا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قرآن مجید جب تمام انسانی ضروریات کا خود کفیل ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس سلسلہ میں مکمل رہنمائی پیش کرتا ہے تو لامحالہ تمام علوم خواہ مادی ہوں یا روحانی، غیر سائنسی ہوں یا سائنسی کا مرجع و منبع یہی ہے۔ نوجوان نسل کے ذہنی انتشار کا ایک بڑا باعث یہ ہے کہ وہ لادین سائنس میں قرآن دیکھنا چاہتی ہے۔ لیکن اس کا ذہن اس بات سے غافل ہے کہ اگرچہ سائنس میں قرآن نہیں لیکن قرآن میں "سائنس" ضرور موجود ہے۔ سائنس تو دراصل انسانی مشاہدات، تجربات سے حاصل شدہ نتائج کا نام ہے جس کا مبحث "مادہ" ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مادہ کا وجود پہلے عمل میں آیا یا سائنس کا؟ ظاہر ہے مادہ پہلے بنا۔ بعد میں انسان کے متجسس ذہن نے مشاہدات و تجربات کی روشنی میں قوانین اخذ کر کے جمع کیے اور اسے سائنس کا نام دیا۔ گویا علم سائنس ایک ایسا علم ہے جو انسانی ذہن کی ایجاد ہے اور یہ مادہ سے بحث کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان مادہ کا خالق نہیں بلکہ اس کا خالق خود اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک مصور ہی اپنی تصویر کے محاسن و معائب کو بہتر جانتا ہے۔ مصور اور خالق ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ مادے کی ترکیب، ماہیت اور خواص سے بخوبی واقف ہے اسی لیے اپنے آپ کو "علیم" کے وصفی نام سے یاد فرماتا ہے۔ یہ تسلیم کر لینے کے بعد کہ مادہ پہلے وجود میں آیا اور سائنس بعد میں۔ مادے کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور علم سائنس انسانی ذہن کی تخلیق ہے۔ قرآن مجید من جانب اللہ حضرت محمد عربی پر نازل ہوا۔ یہ سوال کرنا کہ کیا قرآن مجید میں سائنسی علوم بھی موجود ہیں، ایسے ہی ہے جیسا کہ کوئی پوچھے "کیا اللہ تعالیٰ وہ علوم بھی جانتا ہے جو انسان جانتا ہے"؟

اس سے زیادہ حماقت اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے ذہن کے تخلیقی مضامین و علوم کو اس قدر اہمیت دے جب کہ اس کا ذہن خالقِ حقیقی کی تخلیق ہے۔ بالفاظِ دیگر انسانی ذہن کے تخلیق کردہ مضامین اور علوم کو قرآن مجید پر ترجیح دینا ایسے ہی ہے جیسے انسان خالق پر مخلوق کو افضل قرار دے۔

اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں وہ ابدی اور دائمی اصول پیش کیے ہیں جن کو بنیاد بنا کر انسان تحقیق و تدقیق کا کام بطرزِ احسن انجام دے سکتا ہے۔ موجودہ دور میں ذہنی انتشار کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ وہ سائنسدانوں کے بنائے گئے نظریات و قوانین پر قرآن مجید کی آیات کو منطبق کر کے دیکھنا چاہتا ہے اور جب کبھی اسے سائنسی قوانین اور قرآنی حقائق میں اختلاف نظر آتا ہے تو نتیجتاً وہ ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ تقابل و انطباق کی یہ عادت خام ذہن کے لیے مضر ثابت ہوتی ہے۔ سائنسی قوانین اور قرآنی حقائق کے درمیان تقابل تو جبھی ممکن ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تقابل کرنے والا دونوں علوم پر دسترس رکھتا ہو۔ مگر بصد افسوس اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جدید دور میں جنم لینے والا ذہن قرآن مجید کے مطالعہ کرنے کی نعمت سے محروم ہے۔ جب وہ سائنس کی کسی شاخ میں کوئی اعلیٰ ڈگری حاصل کر لیتا ہے تو وہ اپنے آپ کو پڑھا لکھا انسان تصور کرنے لگتا ہے۔ اس طرح ایک عجیب صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ سائنسی مضمون میں اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے کے بعد بھی قرآن مجید کے علوم سے بے بہرہ رہتا ہے جو کہ صحیح معنوں میں تمام تر علوم کا مخزن ہے۔

موجودہ دور میں قرآن مجید کے حقائق کو جو چیز سب سے زیادہ واضح کر رہی ہے وہ سائنس ہے اور سائنس کو جو چیز سب سے زیادہ ناقص ثابت کر رہی ہے وہ بھی سائنس ہی ہے سائنس کا تعلق تجربات و مشاہدات سے ہے۔ قانون بقائے مادہ۔ LAW OF CONSERVATION OF MASS اس وقت تک تو صحیح ہے جب تک ایٹم ناقابلِ تقسیم ذرہ تصوّر کیا جاتا ہے مگر جب آئن سٹائن کا مشاہدہ اور تجربہ یہ ثابت کر دیتا ہے کہ ایٹم ناقابلِ تقسیم ذرہ نہیں بلکہ اسے توانائی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس مشاہدے اور تجربے کے بعد قانون بقائے مادہ کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ وقت کی رفتار اور ذہنی ارتقار کے ساتھ ساتھ ذہنی کلیات بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ایک سائنسی نظریہ ایک مقررہ مدت تک تو ایک اٹل حقیقت اور مسلمہ قانون مانا جاتا ہے۔ مگر بعد میں آنے والے سائنس دان اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر اسے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیتے ہیں۔ مگر الہامی اور قرآنی قوانین وہ قوانین ہیں جن کی صداقت، عظمت اور ابدیت میں وقت کی رفتار اور ذہنی ارتقار کے ساتھ ساتھ یقین محکم سے محکم تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ کلیہ بقائے مادہ، آئن سٹائن اور ڈالٹن اٹامک تھیوریز اور جدید ترین ایٹمی نظریات سے وہ الہامی صداقت اور قرآنی قانون کس قدر اعلیٰ و ارفع ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

”وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور کروٹ لیتے یاد کرتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں موجود اشیار کی تخلیق پر غور و فکر کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے کوئی چیز عبث پیدا نہیں کی۔ تیری ذات پاک ہے۔ تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ”رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا“ (اے ہمارے رب! تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کوئی چیز عبث پیدا نہیں کی) فرما کر ہر دور میں جنم لینے والے کیمیا دانوں، جغرافیہ دانوں، ماہرین نباتات، ماہرین علم حیوانات، ماہرین طبیعات اور دیگر تمام تر سائنسی علوم کے ماہرین کے لیے تحقیق و تدقیق کے دروازے کھول دیے ہیں۔ آج سے ایک صدی بیشتر اگر کوئی شخص کہتا کہ مادہ کے حقیر ترین ذرے یعنی ایٹم میں ایک مربوط اور منظم نظام کام کر رہا ہے تو اسے اس ایک صدی پہلے کے لوگ احمق خیال کرتے۔ مگر خالقِ حقیقی نے اسی حقیقت کو کچھ اس انداز میں پیش کیا کہ عرب بدو بھی ماننے پر مجبور ہو گئے اور موجودہ دور میں جنم لینے والا انسان تو اس حقیقت سے انحراف کر ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ دنیا کا حقیر ترین ذرہ "ایٹم" اپنے اندر پروٹان، نیوٹران اور الیکٹران کا ایک وسیع نظام لیے ہوئے ہے۔ اسے اس حقیقت کا بھی علم ہے کہ ایٹم کو توانائی میں تبدیل کرنے سے ہیروشیما اور ناگاساکی جیسے گنجان آباد شہر تباہ و برباد ہو سکتے ہیں۔ یہ تو وہ معلومات ہیں جو عام انسان بھی حاصل کر چکا ہے جب کہ سائنسدان نت نئے تجربات کر رہے ہیں جن کے نتیجے میں حیران کن ایجادات ہو رہی ہیں۔ عین ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں ایٹم کے متعلق ان حاصل کردہ معلومات سے کہیں زیادہ حیران کن اطلاعات حاصل ہوں اور بھی سائنسی انکشافات ہیں جو اس حقیقت کو ماننے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ خداوند کریم نے دنیا میں کوئی چیز عبث پیدا نہیں کی۔ ایٹم تو کائنات کا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ہے جس کے متعلق ابھی انسانوں کی معلومات ناکافی ہیں۔ اس صورتِ حال میں انسان کائنات اور اس میں موجود بڑے بڑے نظاموں کی عظمت، زمین اور آسمان میں موجود اشیاء کی تخلیق کے بارے میں سوچ کر خالقِ حقیقی کی حمد و ثنا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جوں جوں سائنس ترقی کی منازل طے کرے گی حقائق کو بے نقاب کرے گی۔ اسی قدر انسان کا یقین محکم ہوتا جائے گا اور اسے اعتراف کرنا پڑے گا کہ واقعی دنیا میں خداوند کریم نے کوئی چیز بھی عبث پیدا نہیں کی۔

یہ امتیاز صرف اور صرف قرآن مجید کو حاصل ہے کہ اس میں بیان کردہ قوانین، نظریات اور اصول ہر دور، ہر ذہن اور ہر مکتبۂ فکر کے لیے ہدایت ہیں۔ قرآنی آیات کی اہمیت، افادیت اور عظمت واضح سے واضح تر ہوتی جائیں گی۔ جب انسان کائنات کے تمام سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتا رہے گا۔ جب اس کی بنا نظر قرآن مجید میں موجود اور پنہاں موتیوں کی شناخت کرے گی۔ کارواں رواں دواں ہے مگر ابھی آغازِ سفر ہے۔ جوں جوں فاصلہ طے ہو رہا ہے سفر طویل ہو رہا ہے تسخیرِ قمر کے بعد ہی انسان کو سیاروں، ستاروں اور کہکشاں کے فاصلوں کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہلکا سا اندازہ ہوا۔ ان فاصلوں کو ماپنے کے لیے اس نے نُوری سال کی اکائی دریافت کی جو ۱۸۶۰۰۰ × ۶۰ × ۶۰ × ۲۴ × ۳۶۵ میل کے برابر ہے۔ ان تمام تر سائنسی انکشافات اور ایجادات نے ہی ہمیں خبردار کیا ہے کہ سنبھل جاؤ! ابھی آغاز سفر ہے۔ قافلہ رواں دواں ہے۔ اختتام کا انتہا کا تصور ایک حسین خواب ہے۔ سائنس نے آج ہمیں جن تصورات، تغیرات اور ایجادات کا علم دیا ہے وہ حقائق اور نظریات تو آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن مجید بدرجۂ اتم اور بطریقِ احسن پیش کر چکا ہے۔ اگر کوئی نظر ان رموز تک نہیں پہنچ سکتی تو بینائی کی کمی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر چمگادڑ کو دن میں کچھ نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور؟

دنیا کی ہر کتاب اس خطرے میں مبتلا ہے کہ کس وقت سائنس دانوں کی تازہ ترین معلومات اور تجربات اس میں پیش کردہ نظریات کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیں؟ دنیا میں صرف "الکتب" ہی ہے جو سائنسدانوں کے تازہ ترین تجربات، مشاہدات اور معلومات کے انتظار میں ہے کہ کس وقت انسانی ذہن خود تجربہ و مشاہدہ کر کے اس میں موجود قوانین و نظریات کی حقانیت اور صداقت سے واقف ہو؟

اگر قرآن مجید "ایٹم" کے متعلق ہی صرف معلومات مہیا کرتا تو کیمیا دانوں کی ذہنی تشفی کا سامان تو ضرور ہوتا مگر بیسویں صدی اور بعد میں آنے والے ماہرینِ نباتات کے لیے اعتراض کا یہ پہلو ضرور نکل آتا کہ قرآن مجید میں "سیل" CELL جو ہر زندہ جسم کی اکائی ہے، کے متعلق کچھ معلومات نہیں ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرما کر کہ۔

"رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا" کسی بھی انسان کے لیے خواہ وہ علم نباتات کا ماہر ہو یا کیمیا دان ، اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ اس کی اہمیت کا اندازہ یا تو اس کیمیا دان کو ہو سکتا ہے جس نے ایٹم کے اندر موجود پروٹانوں، نیوٹرانوں، الیکٹرانوں اور ایٹم کے دیگر اجزاء پر مشتمل نظام کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو۔ یا اس کی عظمت و صداقت کا احساس اس ماہر علم نباتات و حیوانات (ماہر علم حیاتیات) کو ہو سکتا ہے جس نے حیاتیاتی خلیہ اور اس میں موجود نیوکلس، پروٹوپلازم، سائیٹو پلازم، اور دیوارِ خلیہ اور دیگر اجزائے خلیہ کا بنظرِ غائر مشاہدہ اور مطالعہ کیا ہو۔ اگر کیمیا دان ایٹم اور ماہر حیاتیات خلیے کے بارے میں جس وقت غور کر رہے ہوں اور اول الذکر کو بے جان جسم کی اکائی اور موخر الذکر کو جاندار جسم کی اکائی خلیہ ایک کارخانۂ قدرت نظر آرہا ہو تو ہر دو خالق حقیقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حمد و ثنا اور تسبیح و استغفار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے بشرطیکہ ان کو تقویٰ کی نعمت حاصل ہو۔

بایں ہمہ یہ انسانی ذہن کے ابتدائی مراحل ہیں اور اب یہ سائنسی علوم اس قدر ترقی کر رہے ہیں کہ ایک دن آج کی کہی ہوئی بات بالکل اسی طرح افسانہ معلوم ہو گی جس طرح کل کی بات کا آج ہم مذاق اڑاتے ہیں۔ نا معلوم آج ہمیں چاند میں وہ بڑھیا نظر کیوں نہیں آتی جو ہمارے آباؤ اجداد کے زمانے میں چرخہ کاتا کرتی تھی۔ لیکن یہ بات آج بھی وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ جوں جوں ایٹم، سیل اور دیگر مادی و غیر مادی اشیا اور موضوعات کے متعلق تحقیقات اور تجربات کا دائرہ وسیع ہو گا اسی قدر انسان کو اس حقیقت کا زیادہ پختگی اور یقین محکم سے اعتراف کرنا پڑے گا کہ واقعی خداوند عزّ و جلّ نے کوئی چیز عبث پیدا نہیں کی۔

دنیا کی ہر کتاب کا ایک خاص دائرۂ کار ہے اور وہ اپنے مخصوص دائرے سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کہہ سکتی۔ اگر وہ نباتات سے متعلق لکھی گئی ہے تو اس میں علم کیمیا مفقود ہے۔ اگر علم کیمیا سے بحث کرتی ہے تو علم نباتات کے بارے میں خاموش ہے۔ گویا دنیا کی ہر کتاب ایک مخصوص اور محدود دائرہ کار رکھتی ہے لیکن قرآن مجید کے اس فرمان کو کسی بھی کتاب خواہ وہ نباتات سے متعلق ہو یا حیوانات سے، علم کیمیا سے متعلق ہو یا علم طبیعات سے یکا موضوع بنایا جا سکتا ہے اور تحقیق کا کام کیا جا سکتا ہے۔

کاش! کہ آج بھی انسان اس حقیقت کا اعتراف کر لے کہ قرآن مجید نہ صرف اخلاقی، مذہبی اور روحانی علوم پر بحث کرتا ہے بلکہ تمام قسم کے علوم جن میں سائنسی علوم بھی شامل ہیں کے لیے بہتر سے بہتر مواد مہیا کر کے اس کے لیے تعلیم و تحقیق، تدقیق اور جستجو کے دروازے کھول دیتا ہے۔ قرآن مجید کے غائر مطالعہ کے بعد "ایمرسن" کا افلاطون کی تصنیف "جمہوریت" کے بارے میں یہ کہنا کہ "دنیا کے تمام کتب خانوں کو جلا دو۔ کیونکہ ان کے اندر جتنی کام کی باتیں ہیں وہ صرف ایک کتاب "جمہوریت" میں موجود ہیں۔" مہمل اور احمقانہ فقرہ معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ فقرہ پڑھے لکھے جہلا کے لیے ایک ضرب المثل ہی کیوں نہ بن چکا ہو۔

تمام اقوام اور خصوصاً مسلمان قوم کے لیے مادی اور غیر مادی ترقی کا صرف اور صرف ایک راستہ ہے کہ اس کے افراد تمام ممکنہ علوم حاصل کریں مگر مرکزیت صرف قرآن مجید ہی کو حاصل ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ